© rasailojaraid.com

عرف کیا ہے؟

(محمد عاصم حدّاد)

عرف کی تعریف:

عرف سے مراد وہ قول یا فعل ہے جو کسی ایک معاشرہ کے یا تمام معاشروں کے تمام لوگوں میں رواج پا جائے اور وہ اس کے مطابق چل رہے ہوں۔ اس کے اور عادت کے درمیان فرق یہ ہے کہ عادت کسی ایک شخص کی ہوتی ہے جس میں کبھی دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔ بعض فقہاء ان دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

اسلام میں عرف کی اہمیت:

بلاشبہ اسلام نے اپنے احکام میں عرف کو معتبر مانا اور دنیا میں لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے اور آخرت میں ان کے اعمال پر انہیں جزا و سزا دینے میں اس کا لحاظ کیا ہے۔ ہر شخص جو لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سنبھالتا ہے، اس کے لئے عرف کا سہارا لینا ناگزیر ہے، اس لئے تمام فقہاء اس پر عمل کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ جہاں کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہ ملے، وہاں اسے دلیل بنایا جا سکتا ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اگر کسی جگہ، مثال کے طور پر، سب کے سب لوگ ''ڈنگر'' کا لفظ اونٹ کے لئے استعمال کرتے ہوں اور کوئی شخص قاضی کے سامنے اعتراف کرے کہ کسی دوسرے شخص کا اس کے ذمہ ''ڈنگر'' ہے تو قاضی اسے ایک اونٹ ہی ادا کرنے کا حکم دے گا، نہ کہ کوئی اور جانور جسے لغوی طور پر ''ڈنگر'' کہا جا سکتا ہو۔ یہی وہ عرف ہے جس کا اسلام نے اعتبار کیا ہے اور تمام ائمہ نے اس پر اپنے بہت سے احکام کی بنیاد رکھی ہے چنانچہ امام مالکؒ کے بہت سے احکام کی بنیاد اہل مدینہ کے عرف پر ہے اور امام شافعیؒ نے اپنے مذہب جدید کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہل مصر کے عرف پر رکھی۔ امام ابن تیمیہؒ کی کتابیں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو ان کے مسائل میں فتویٰ دیتے وقت وسیع پیمانہ پر اس کا استعمال کیا ہے۔ البتہ حنفیہ اور مالکیہ نے اپنی کتابوں میں دوسروں سے بڑھ کر اس کا چرچا کیا ہے اور اسے اپنی فقہ کا ایک مستقل مآخذ قرار دیا ہے حتیٰ کہ علامہ سرخسیؒ اپنی کتاب ''مبسوط''

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود وترمذی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں لکھتے ہیں ''جو چیز عرف سے ثابت ہے وہ نص سے ثابت ہے'' اور اس کے ہوتے ہوئے وہ بسا اوقات قیاس کو چھوڑ دیتے اور اس سے حدیث کی تخصیص کر ڈالتے ہیں، مگر اسی صورت میں جب وہ ''عام'' (۱) ہو۔ ان کے ہاں استحسان کی ایک قسم استحسانِ ضرورت ہے اور یہی استحسان عرف ہے جہاں وہ قیاس کو ترک کر کے لوگوں کی ضرورت یا عرف کو اختیار کرتے ہیں۔ یہی حال مالکیہ کا ہے بلکہ عرف کو معتبر ماننے میں شاید وہ حنفیہ سے بھی آگے ہیں کیونکہ ''مصالح مرسلہ'' ان کی فقہ کا ایک مضبوط ستون ہیں اور ان میں عرف کی رعایت کئے بغیر چارہ نہیں۔ وہ بھی اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو چھوڑتے، اس کے ذریعہ عام کی تخصیص کرتے اور مطلق کو مقید کرتے ہیں۔

عرف کے ثابت ہونے کے دلائل:

جن چیزوں سے عرف کا ثبوت ملتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا: مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ ''درمیانے قسم کا وہ کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔'' یہاں درمیانے کھانے کو مطلق رکھ کر اسے لوگوں کے عرف پر چھوڑا گیا ہے۔ یتیم کے سرپرست کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ'' ''جو نادار ہو وہ معروف طریقہ پر (یتیم کے مال میں سے لے کر) کھا سکتا ہے۔'' ظاہر ہے کہ یہاں ''معروف طریقہ'' سے مراد لوگوں کا عرف (رواج) ہے۔

دوسری چیز جس سے عرف کا ثبوت ملتا ہے، سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی ہندؓ نے اُن کے بخیل ہونے کے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''(ان کے مال میں سے ان کی اجازت کے بغیر) اتنا لے لو جو معروف طریقہ پر تمہارے لئے اور تمہارے بیٹے کے لئے کافی ہو۔'' ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مؤمن اپنی شرطوں پر ہیں (یعنی ان کے پابند ہیں) سوائے اس شرط کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والی ہو۔''

حنفیہ نے عرف کے شرعی دلیل پر ایک اور حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جو یہ ہے کہ ''جسے مسلمان اچھا جانیں، وہ اللہ کے نزدیک (بھی) اچھا ہے۔'' اگرچہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک قول ہے اور اسے اجماع کی حجیت پر دلیل تو شمار کیا جا سکتا ہے، عرف کی حجیت پر نہیں۔

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عرف کی قسمیں :

عرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) عرفِ فاسد (۲) عرفِ صحیح۔

۱۔ عرف فاسد (غلط عرف) جسے اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد وہ عرف ہے جو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک کسی قطعی نص کے خلاف پڑتا ہو اور دوسروں کے نزدیک چاہے وہ کسی خبر آحاد کے خلاف بھی پڑتا ہو۔

۲۔ عرف صحیح جسے اختیار کیا جا سکتا ہے اور یہ دو طرح کا ہے:

ایک ''عام جس پر تمام معاشروں میں سب لوگوں کا اتفاق ہو اور یہی وہ عرف ہے جس کے ہوتے ہوئے حنفیہ قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں اور اسے ''استحسان ضرورت'' کہتے ہیں اور جس کے ہوتے ہوئے وہ اور مالکیہ بعض اخبار آحاد کو بھی چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو چھوڑ دیا جس میں آپ نے بیک وقت فروخت اور شرط سے منع فرمایا۔ یہ (حنفیہ اور مالکیہ) کہتے ہیں کہ ہر وہ شرط جائز ہے جسے لوگوں کے عرف میں معتبر مانا گیا ہو۔

دوسرا ''خاص'' جس پر ایک خاص جگہ کے لوگوں کا یا گروہوں میں سے کسی خاص گروہ کا اتفاق ہو جیسے تاجروں کا گروہ یا زراعت پیشہ لوگوں کا گروہ۔ یہ اسی صورت میں معتبر ہے جب وہ کسی نص کے خلاف نہ پڑتا ہو چاہے وہ نص ظنی ہی کیوں نہ ہو۔

انگلینڈ میں مجلّہ فقہ اسلامی

Pakistan Muslim Welfare Society

Heckmondwire Jermylane West yorkshire England

نمائندہ خصوصی: جناب قاری محمد اسلم سیالوی صاحب

Tel: 01924-402602 Mobile : 07932344506

© rasailojaraid.com